OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے صوفیانہ تربیت کے امتیازی اقدامات کا جائزہ

Review of Distinguished Steps of Sufism Training By Imam Rabbani Hazrat Mujaddid Alaf-Sani (R.A)

Dr. Hafiz Muhammad Khan
Associate Professor, Islamic Studies Mohi Ud Din Islamic University Nerian Sharif AJ&K
Email: hafizmuhammadkhan410@gmail.com

Aliya Perveen
Ph.D Scholar, Islamic Studies Mohi Ud Din Islamic University Nerian Sharif AJ&K
Email: arzalkashmir123@gmail.com

Dr. Waleed Khan
Lecturer, Islamic Studies Mohi Ud Din Islamic University Nerian Sharif AJ&K
Email; waleedkhan764110.wk@gmail.com

Received on: 10-10-2023 Accepted on: 15-11-2023

Abstract

Hazrat Mujadad Alf Sani waza great sufi of his time. He was born in sir Hind (East Punjab, India), He started tabligh (preaching) at the time of sultan Firoz Shah (1351-88) large member of saints, historian, scholars were there at the time of king Firoz Shah. Hazrat Mujadad's speech was very effective due to his work thousands of people were became Muslims. In this article a brief struggle of Sheikh was highlighted which expanded on three points. (1) To act on the way of Holy Prophet (Peace Be Upon Him). (2) To leave all actions against the Sunnah. (3) To purify themselves from the Sins. Hope these all steps which were taken for reforms of Muslims be guide lines and road map for successfully life for every Muslims.

Keywords: Sunnah, Shirk, Bedah, Tazkia, Nafs, Purification.

بحثِ اول: اتباعِ سنت

اتباعِ شریعت

حضرت مجدد کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ملتِ اسلامیہ کو ایک نئی تازگی کی روح عطا کی۔

ان کے پیشِ نظر نہ صرف بدعات کا خاتمہ تھا بلکہ رسولِ اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا نفاذ اور اکبر کے دین کا خاتمہ کر کے اسلام کی اصل روح اور حقیقی بنیادوں پر جاری و ساری کرنا تھا۔ آپ روحانی تجربے کے لحاظ سے ایک خاص شعور اور ادراک کے حامل تھے، اسی شعورِ

نبوت کی روشنی میں آپ نے مقامِ شریعت کو متعین کیا۔ شریعت پر عمل کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے علم، عمل اور اخلاص کو اپنے موضوعات میں بیان کیا۔ حاجی محمد لاہوری کو لکھتے ہیں:

"شریعت کے تین جزو ہیں، اول علم، دوم عمل اور سوم اخلاص۔ جب تک تینوں جزو نہ پائے جائیں عمل شریعت محقق نہیں ہوتا۔ اور جب شریعت محقق ہو جائے، یعنی تینوں امور پائے جائیں، تو رضائے الٰہی جو تمام دنیوی و اخروی سعادتوں سے فائق و اعلیٰ ہے، خود بخود محقق ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: 'رضوانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکبَر' اللہ کی رضامندی سب سے بڑی ضمانت ہے۔ شریعت تمام دنیوی و اخروی سعادتوں کی ضامن و کفیل ہے، اور کوئی ایسا مطلوب و مقصود نہیں جو شریعت سے الگ وجدا ہو، اور انسان کو اس کی ضرورت ہو۔ طریقت و حقیقت میں جو صوفیاء کی امتیازی شان ہے، یہ دونوں شریعت کی خادم ہیں۔"

اِن دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے۔ حضرت مجددِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں کہ آدمی کو نجاتِ ابدی حاصل کرنے کے لیے تین چیزوں کے بغیر گزارا نہیں: علم، عمل اور اخلاص۔ علم دو قسم کا ہے: ایک وہ علم جس سے مقصود عمل ہے اور اس کے بیان کی کفیل فقہ ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد اور یقینِ قلبی ہے، اس کی تفصیل اہلِ سنت وجماعت کے ائمہ کے مطابق علمِ کلام میں آچکی ہے، اور اہلِ سنت کی اتباع کے بغیر نجات کا کوئی تصور نہیں۔ اگر بالفرض کسی کو ہدایتِ فرقۂ ناجیہ کی صحیح کشف کی بات بھی ہو جائے تو یہ خطرہ ہی خطرہ ہے، الا یہ کہ الہامِ صریح سے یقین کے درجے تک پہنچ جائے اور اس میں غلطی کا کوئی احتمال نہ رہے، تو کس قدر مبارک ہے وہ شخص جسے اس کی متابعت اور تقلید کا شرف حاصل ہو گیا۔1

شیخ یوسف بَرَکی کے نام لکھتے ہیں:

"دوسری نصیحت یہ ہے کہ آپ شریعت پر استقامت اختیار کریں اور اپنے احوال کو علوم و اصولِ شریعت کے مطابق درست کریں، اگر عیاذاًباللہ کسی قول و فعل میں شریعت کے خلاف کوئی عمل پیدا ہو تو اس میں اپنی خرابی سمجھیں، استقامت والوں کا یہی طریق ہے۔"

اس سیر و سلوک سے مقصود مقامِ اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی نفی سے عبارت ہے، اور یہ اخلاص شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے، کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں: علم، عمل، اخلاص۔ پس طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کے لیے شریعت کے خادم ہیں۔ اصل معاملہ تو یہی ہے مگر ہر شخص کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچی، اکثر دنیاداروں نے خواب و خیال کے ساتھ آرام حاصل کیا ہے، وہ لوگ شریعت کے کمالات کو کیا جانیں اور حقیقت و طریقت کو کیا سمجھیں، وہ لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز جانتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ نام نہاد صوفیہ باطنی باتوں پر مغرور ہیں، اور احوال و مقامات پر مغرور ہیں، ھداہم اللہ سبحانہ سواء الطریق والاسلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔2

علماءِ راسخین، علماءِ ظاہر اور صوفیہ کا نصیب

شریعت اور حقیقت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اگر ایک چھلکا ہے تو دوسرا اس کا پھل۔ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ چھلکے کے بغیر پھل نہیں ہو سکتا، اور پھل سے نفع لینے کے لیے چھلکا بھی ضروری ہے۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں:

"علمائے راسخین نے پوست کو مغز کے ساتھ جمع کیا ہے اور شریعت کو ایک ایسی شخص کی صورت میں تصور کیا ہے جس کا پوست صورتِ شریعت اور مغزِ حقیقتِ شریعت ہو، ہو، اور شریعت کے احکام و رواج کو علم اور شریعت کے حقائق و اسرار کو علمِ حقیقت سمجھا ہے۔ بعض لوگوں نے شریعت کی صورت میں گرفتار ہو کر اس کی حقیقت سے انکار کیا، اور صرف بدایہ اور اپنا پیر اور مقتدا سمجھا ہے۔ بعض لوگ اگرچہ اس کی حقیقت کے گرفتار ہوئے لیکن چونکہ انہوں نے اس حقیقت کو حقیقتِ شریعت نہ جانا بلکہ شریعت کو صورت پر موقوف رکھا اور اسے صرف پوست خیال کیا اور مغز کو اس سے کچھ اور تصور کیا، اس لیے اس حقیقت کی حقیقت سے واقف نہ ہوئے، اور انہوں نے متشابہات کا کچھ حصہ حاصل نہ کیا۔ پس علمائے راسخین ہی در حقیقت انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان کے محبین و متبعین میں سے بنائے۔"3

نجات کا طریقہ شریعت کی متابعت میں ہے

حضرت مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"نجات کا طریقہ اور فلاح کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں ہے، پیر اور استاد اسی لیے پکڑتے ہیں کہ شریعت کی طرف ہدایت اور رہنمائی کریں اور اس کی برکت سے آگاہ کریں، نہ یہ کہ مرید جو کچھ چاہے وہ اعتقاد اور عمل میں آسانی اور سہولت سے کر لے اور پیر اسے شریعت کی برکت سے فیضیاب کر دے۔ ایسا خیال ایک کجی اور بے حد و بے آرزو ہے۔ اور عمل پسندیدہ نہ ہو گا جب تک شریعت کے مطابق عمل بجانہ لایا جائے۔"4

شریعت کا مقصد نفسانی خواہشات کا قلع قمع کرنا ہے

حضرت مجدد الفِ ثانی فرماتے ہیں:

"شریعتوں کا نزول خواہشاتِ نفسانی کو روکنے کے لیے ہوا ہے، جس قدر شریعت کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کیا جائے گا، اسی قدر نفسانی خواہشات کو دور کرنے میں ان احکامِ شرعی ریاضتوں اور مجاہدوں سے، جو ایک نفسانی خواہش کو دور کرنے کے لیے ہزار سال ریاضت و

مجاہدہ کرنے سے کہیں درجہ بہتر ہے، بلکہ ایسی ریاضتیں جو شریعت کے موافق نہ کی جائیں وہ نفسانی خواہشات کو مدد اور قوت دینے والی ہیں، وہ ان مجاہدوں اور جوگیوں نے ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمی نہیں کی، لیکن ان میں کوئی چیز بھی فائدہ مند نہیں ہوئی، اور نفس کو طاقت دینے اور اسے پرورش کرنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، مثلاً کوہاتی کے طور پر بھی جس کا شریعت نے حکم دیا ہے۔"

نفس کے روندنے میں ان ہزار دیناروں کے خرچ کرنے سے یہ بہتر اور سود مند ہے جو اپنی مرضی سے خرچ کیے جائیں، اور شریعت کے حکم سے دیع الفطر کے دن کھانا کھانا نفسانی خواہش کے دفع کرنے میں اپنی مرضی کے مطابق سالہا سال روزہ رکھنے سے کہیں زیادہ نافع ہے، اور صبح کی نماز کا دو رکعتوں کو باجماعت ادا کرنا (جو سنتوں میں سے ایک سنت ہے) کہیں درجے بہتر ہے اس بات سے کہ تمام رات نفلوں میں قیام کرے اور صبح کی نماز باجماعت ادا نہ کرے۔5

شریعت کے اجزاء علم و عمل و اخلاص ہیں

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علم، عمل اور اخلاص کی اہمیت کو نہایت حسنِ طریقے سے بیان فرمایا اور انہیں شریعت کے اہم ترین اجزاء قرار دیتے ہوئے خدا کی رضاء کے اصول کا ذریعہ قرار دیا۔ آپ لکھتے ہیں:

"شریعت کے تین جزو ہیں: علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک تینوں جزو حاصل نہ ہوں شریعت محقق نہیں ہوتی، اور جب شریعت محقق ہو جائے تو گویا خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے، جو دنیا و آخرت کی ساری سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور اللہ کی خوشنودی کا مقام سب سے بلند و بالا ہے۔ پس، جس کے حاصل کرنے کے لیے شریعت کو کامل کرنے کے سوا کوئی اور مطلب باقی نہیں، اور کوئی چیز اس کی ضرورت نہیں پڑے، طریقت و حقیقت جن سے صوفیاء کا امتیاز ہے، ان دونوں کے مقصود کی تکمیل شریعت کے سوال، احوال اور علوم کی تکمیل سے ہے، شریعت کی تکمیل ہی ان کا مقصود ہے، نہ کوئی اور امر اور معارف جو صوفیاء کو اثناء راہ میں حاصل ہوتے ہیں، وہ اصلی مقصود نہیں ہیں بلکہ اوہام اور خیالات ہیں، جن سے مکتبِ طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔"6

شریعت میں ذکر کا مفہوم

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کی اہمیت اور ضرورت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اے فرزند! فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے اور تمام اوقات ذکر کرانے میں مشغول رہنا چاہیے، جو عمل شریعت کے موافق کیا جائے وہی ذکر ہی کہلائے گا۔ داخل ہے اگرچہ خرید و فروخت ہو، پس تمام حرکات و سکنات میں شرعی احکام کو نگاہ میں رکھا جائے، یہ سب کچھ ذکر ہی کہلائے گا۔"7

بحثِ دوم: ردِ بدعت

اتباعِ سنت اور ردِ بدعت

عقیدۂ توحید کے بعد حقیقی کامیابی کا انحصار اتباعِ سنت میں ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" 8

(آپ فرما دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تمہیں محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے)۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" 9

(اور رسولِ کریم ﷺ جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو، اور جس سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ)۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا واحد ذریعہ اتباعِ سنت ہے۔ حضرت مجدد نے عقیدۂ رسالت کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اتباعِ سنت پر خصوصی توجہ دی، اور اس بات پر زور دیا کہ نجات طریقۂ محمدی ﷺ کی پیروی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں طریقۂ محمدی ﷺ کے سوا کوئی اور طریقہ قابلِ قبول نہیں۔ مزید آپ نے اسی تناظر میں بدعت کی مذمت بیان کی اور بدعت کو ظلمت سے تعبیر کر کے اس کے حاصل کو ظلمانی قرار دیا، حتیٰ کہ بدعتِ حسنہ کو بھی آپ نے قبول نہیں کیا۔ آنے والے مکتوبات کی روشنی میں آپ کے اسی مضمون میں بیان کردہ اصلاحی پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

جباری خان کی طرف مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اس نعمتِ عظمیٰ تک وصول، یعنی سرکارِ دو عالم ﷺ کی اتباع سے وابستہ ہے، بندہ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت کے کیے دیے اوامر کی بجاآوری اور ممنوعات سے رکنے سے مزین نہ کر دے، اس دولت و نعمت کی خوشبو اس کی روح سونگھ نہیں سکتی۔ شریعت کی مخالفت کے باوجود اگر اسے پابندی سے اگرچہ پابرہی ہو اور مواجید و احوال حاصل ہوں تو وہ استدراج ہیں، داخل ہوں گے تو آخرت میں رسوا اور ذلیل کریں گے۔ محبوبِ رب العالمین ﷺ کی اتباع اور پیروی کے بغیر خلاصی اور نجات ناممکن ہے۔" 10

صوفی قربان کے نام تحریر فرمایا:

"حق سبحانہ و تعالیٰ ہم بے سر و سامان مفلسوں کو سید الاولین و آخرین کی اتباع کی دولت سے سرفراز فرمائے اور اس پر استقامت نصیب کرے۔ آپ ﷺ وہ بلند ہستی ہیں کہ آپ کی دوستی کے طفیل رب تعالیٰ نے اپنے اسمائی اور صفاتی کمالات کو ظہور میں لایا، اور آپ کو

بہترین تمام کائنات قرار دیا۔ آپ کی اتباع کا ایک ذرہ تمام دینی واخروی لذتوں اور نعمتوں سے کہیں درجے بہتر ہے، فضیلتِ روشِ سنت کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے، اور بزرگی آپ کی شریعت کی بجاآوری کے ساتھ مربوط ہے، مثلاً دوپہر کا نفل جو اتباعِ سنت کی نیت سے ادا کیا جائے، کروڑ باروں کے نوافل سے اولیٰ اور افضل ہے۔ تمام سعادتوں کا سرمایہ اتباعِ سنت ہے، اور تمام فسادات کا مادہ شریعت کی مخالفت ہے۔"11

میر زادہ اراب کے نام مکتوب میں فرمایا:

"آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت محمد ﷺ کی خاص اتباع پر وابستہ ہے، آپ ﷺ ہی کی اتباع سے حق تعالیٰ کی محبت کے مقام پر پہنچا جاتا ہے، اور آپ ہی کی اتباع سے تجلیِ ذات سے مشرف ہوا جاتا ہے۔ آپ ﷺ ہی کی اتباع سے مرتبۂ عبدیت کے کمالات تک پہنچتے ہیں، اور آپ ہی کی اتباع سے سب سے بلند مقام حاصل ہوتا ہے۔ آپ کے کمالِ متابعت کے بعد ہی آپ کے اہلِ بیت اور غلاموں کو بھی انبیاء ورسل کی طرح آپ کے زمانے میں حیاتِ ظاہری کی برکات حاصل ہوئیں، اور روح اللہ (علیہ السلام) کا آپ کی اتباع سے عیسیٰ ہونا اور آپ کی اتباع کرنے کا قصہ مشہور ومعلوم ہے۔"12

شیخ فریدی کے نام تحریر فرمایا:

"آپ ﷺ کی میراثِ صوری کا تعلق عالمِ خلق سے ہے، اور میراثِ معنوی کا تعلق عالمِ امر سے ہے، وہاں سب ایمان، معرفت اور رشد و ہدایت ہے۔ میراثِ صوری کی نعمتِ عظمیٰ کا شکر یہ ہے کہ میراثِ معنوی و باطنی سے مزین اور آراستہ ہو، اور میراثِ معنوی سے آراستگی کاملِ اتباعِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر میسر نہیں۔ آپ ﷺ کے اوامر ونواہی میں اتباع واطاعت لازم وضروری ہے، اور آپ ﷺ کا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ کی کمالِ متابعت کریں، کیونکہ محبت کا فرع اطاعت ہے، اور محبِ مطیع اپنے محبوب کا پورا اطاعت گزار ہوتا ہے، اور آپ سے کاملِ محبت کی علامت آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھنا ہے۔ محبت میں سستی کوئی چیز نہیں، محبِ محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے، اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا۔"13

مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کی طرف لکھا:

"اسلام کی سلامتی سنت کے ساتھ وابستہ ہے، اور اس کی خرابی و ویرانی بدعت کے ارتکاب میں ہے، جو بدعت بھی ہو۔ یہ فقیر بدعت کو کدال کی طرح جانتا ہے جو اسلام کی بنیاد کو گراتی ہے، اور سنت کو روشن ستارے کی طرح جانتا ہے جو تاریک رات میں ہدایت کا باعث بنتا ہے۔"14

بدعات کا ذکر کرتے ہوئے ایک مکتوب میں مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کو اپنے عہد میں بدعات کی فراوانی اور صورتِ حال پر اپنے اضطراب کا اظہار کرتے ہیں:

"اسلام اس زمانے میں غریب (یعنی بے یار و مدد گار) ہو گیا ہے، اور مسلمان بھی بے یار و مدد گار ہوتے جارہے ہیں، اور جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا اور بھی زیادہ غریب و بے کس ہوتے جائیں گے، حتیٰ کہ زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا، اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو گی۔ سعادت مند وہ شخص ہے جو اس غریبی کے زمانے میں کسی مردہ شدہ سنت کو زندہ کرے، اور مروجہ و معمولہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو ختم کر دے۔ یہ وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی بعثت کو ہزار سال گزر چکے ہیں اور علاماتِ قیامت ظاہر ہو چکی ہیں، اور عہدِ نبوت سے دور ہونے کے باعث سنت پوشیدہ ہو گئی ہے اور کذب و جھوٹ پھیل جانے کے باعث ایک ایسے شاہ باز جواں مرد کی ضرورت ہے جو کسی مردہ سنت کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹادے، یہ اسلام کو زندہ کرنے میں مدد دینے کے مترادف ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا:15

"مَنْ اَحْیَا سُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَقَدْ اَعَانَ الْاِسْلَامَ "16

(جس نے میری کسی سنت کو میری امت کے فساد کے وقت زندہ کیا، اس نے گویا اسلام کی مدد کی)، اور اس کام کے لیے کامل امداد اور ارادے سے متوجہ ہونا چاہیے، نہ محض ثواب کی نیت سے، بلکہ وسیع تر ارادے اور کامل ہمت سے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ"

(جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی، وہ مردود ہے)۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ، تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ، وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ، فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" 17

(میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور اپنے حاکم کی سنو اور اطاعت کرو اگرچہ وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا۔ پس تم پر لازم ہے کہ میری اور میرے بعد خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لو، اور اسے دانتوں سے پکڑ لو، اور نئے پیدا شدہ امور سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔

جب دین میں ہر بدعت پیدا ہونا گمراہی اور ضلالت ہے، تو پھر بدعتِ حسنہ کی تلاش کرنے کے کیا معنی؟ نیز احادیثِ شریفہ سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے (اہلِ راہِ رفع بعض کی کوئی تخصیص نہیں، یعنی یہ بدعتِ حسنہ ہے اور یہ بدعتِ سیّئہ)۔ حضورِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"مَنْ اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّکٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ" 18

(جب کوئی قوم بدعت جاری کرتی ہے تو اس جیسی ایک سنت اٹھالی جاتی ہے، پس سنت کو مضبوطی سے پکڑنا بدعت جاری کرنے سے بہتر ہے)۔ اور حضرت حسان بن ثابت سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِيْ دِيْنِهِمْ اِلَّا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْهُمْ مِثْلَهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" 19

(کوئی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت جاری نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ اُن سے اُس جیسی ایک سنت اٹھالیتا ہے، پھر اُسے قیامت تک اُن کی طرف نہیں لوٹاتا)۔20

ایک مکتوب میں بدعت کو ظلمت اور کدورت قرار دیتے ہوئے، اور اپنے عہد میں بدعت کی فراوانی اور صورتِ حال پر اپنے اضطراب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سنتِ روشن وبلند، علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام والتحیۃ، کے نور کو بدعتوں کے اندھیروں نے پوشیدہ کر دیا ہے، اور ملتِ مصطفوی علیٰ مصدرہا الصلاۃ والتحیۃ کی رونق کو نئے (نئے کام) کاموں کی کثرت نے ضائع کر دیا ہے، پھر اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ ان محدثات (دین میں نئی باتیں) کو نیک کام جانتے ہیں اور ان بدعتوں کو حسنہ خیال کرتے ہیں اور ان کی تلاش کرتے ہیں، تاکہ لوگوں کو ان امور کے بجالانے کی ترغیب دیں، ھداہم اللہ سبحانہ الیٰ سواء الصراط۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ دین تو ان محدثات سے پہلے ہی کامل ہو چکا ہے، اور نعمتِ خداوندی پوری ہو چکی ہے، اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو چکی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" 21

(آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا)۔ پس ان محدثات سے دین کا اکمال طلب کرنا اس آیتِ کریمہ کے مفہوم سے انکار کرنا ہے۔22

چنانچہ ایک اور مکتوب میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

"آپ نے مولود خوانی کے بارے میں تحریر میں لکھا تھا کہ 'خوش الحانی' سے قرآنِ شریف پڑھنے اور نعت ومنقبت کے قصائد خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے میں کیا ممنوع اور قبیح ہے؟ (اگر) قرآنِ مجید کے حروف کی تبدیلی وتحریف نہ کی جائے اور نغمے کے مقامات کی رعایت کی جائے تو یہ جاننا لازم ہے کہ الحان کے طریق پر آواز کو پھیر کر چڑھانا اور شعر کے مناسب تالیاں بجانا، جو شعر میں بھی مباح ہیں، لیکن اگر اس طریقے پر پڑھا جائے کہ قرآنی کلمات میں کوئی تحریف واقع نہ ہو اور قصیدہ پڑھنے میں بھی مذکورہ شرائط محقق ہوں، اور اسے صحیح مقصد کے لیے اختیار کیا جائے تو کیا ممانعت ہے؟ میرے مخدوم! فقیر کے دل میں آتا ہے کہ اس دروازے کو مطلقاً بند نہیں کریں گے، اس وقت اگر تھوڑی سی بھی رعایت زیادہ کی طرف لے جائے تو بہت جلد پہنچ جائے گی، مشہور مقولہ ہے: قلیل کثیر کی طرف لے جاتا ہے۔"23

نوافل کی باجماعت ادائیگی

نوافل کی جماعت کے بارے میں کہتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ اس زمانے میں اکثر خواص و عوام نوافل کے ادا کرنے میں تو بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور فرض نمازوں میں سستی کرتے ہیں، اور فرائض و سنن و مستحبات کی رعایت بہت کم کرتے ہیں، نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل و خوار۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو فرائض کی ادائیگی میں جماعتِ مسنونہ کی کثرت میں، بلکہ نفسِ جماعت کی بھی کوئی پابندی نہیں کرتے، اور نفسِ فرائض کو غفلت و سستی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور اسے غنیمت جانتے ہیں، لیکن عاشورا (دس محرم) کے دن اور شبِ برأت اور ماہِ رجب کی ستائیسویں شب (جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہے) کھانا کھا کر نہایت اہتمام سے نوافل کو بہت بڑی جمعیت کے ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں اور اسے نیک اور مستحسن خیال کرتے ہیں، اور نہیں جانتے کہ نوافل کا یہ اہتمام باجماعت شیطان کا مکر و فریب ہے جو نیکی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ پس اسلام کے والیوں، قاضیوں اور محتسبوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے لوگوں کو منع کریں، اور اس بارے میں بہت زجر و تنبیہ کریں تاکہ یہ بدعت جس سے فتنے کا اندیشہ ہے، جڑ سے اکھڑ جائے۔"24

اخروی کامیابی کا مدار اتباعِ شریعت پر ہے۔ بدعات عام طور پر اسی وقت رواج پاتی ہیں جب شریعت کے علم اور اس کے تقاضوں پر عمل کمزور ہو جاتا ہے، خصوصاً اہلِ تصوف اگر علمِ دین سے بہرہ ور نہ ہوں تو اس میں مبتلا ہونے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت مجدد وقت کے حکیم تھے، وہ نفس کے ان چور راستوں سے خوب آگاہ تھے، چنانچہ آپ نے ان پر تنبیہ فرمائی ہے اور یہ وضاحت کی ہے کہ اصل جز شریعت ہے، اسی پر مومن کی کامیابی کا مدار ہے، اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کے بغیر اخروی نجات ممکن نہیں۔

آپ لکھتے ہیں:

"نجات کا طریقہ اور چھٹکارے کا راستہ اعتقاد اور عمل میں صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے، استاد اور پیر کو بھی اسی غرض سے پکڑتے ہیں کہ وہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں، اور ان کی برکت سے متعارف کرائیں، نہ یہ کہ شریعت کے اعتقاد و عمل میں آسانی اور سہولت پیدا کر دیں تاکہ مرید جو چاہے کرے اور جو چاہے کھائے، اور پیر اس کے لیے سپر بن جائیں اور اسے عذاب سے بچالیں۔ یہ محض ایک دھوکہ اور باطل آرزو ہے، کیونکہ ایسا خیال کرنا ایک ناکام اور بے کار تمنا ہے، اور محشر میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت نہیں کر سکے گا، اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہو، اس کی شفاعت بھی نہیں کی جائے گی، اور عمل اسی وقت پسندیدہ ہو گا جب شریعت کے مطابق کیا جائے گا۔ شریعت کی متابعت ہی سے ہوتی ہے، اور اگر کوئی لغزش یا قصور اس سے سرزد ہو جائے تو اس کا تدارک بھی اسی متابعت کے ذریعے ممکن ہو سکے گا۔"25

References

1. Matboa Rouf Acadmi Lahore, Imam Rabbani, Daftar Awwal, Maktoob: 36
2. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Doum, Maktoob: 59
3. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Doum, Maktoob: 240
4. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Doum, Page 40, Maktoob: 104
5. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Doum, Maktoob: 18
6. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Soum, Page 121-122, Maktoob: 41
7. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Hissa Doum, Page 25, Maktoob: 52
8. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Page 99, Maktoob: 39
9. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Doum, Page 62, Maktoob: 25
10. Surah Al-Imran, 3:31
11. Surah Al-Hashr, 7:59
12. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Maktoob: 78
13. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Maktoob: 112
14. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Maktoob: 249
15. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Maktoob: 125
16. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Maktoob: 23
17. Ahmed bin al-Hussein bin Ali Abu Bakr al-Bayhaqi, Maktaba al-Rushd, Shu'ab al-Iman, vol. 12, p. 57
18. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Doum, Page 23, Maktoob: 81
19. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Doum, Page 19, Maktoob: 70
20. Sahih Muslim, Jild 3, Page 11
21. Surah Maidah, Aayah: 5:3
22. Musnad Ahmad bin Hanbal, Jild 2, Page 105
23. Sunan al-Darimi, Jild 1, Page 58
24. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Page 40, Maktoob: 186
25. Maktoobat Imam Rabbani, Daftar Awal, Page 236, Maktoob: 260